احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۹۴۹ ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۷۸/۴۳ | جمعرات ۵/ ربیع الثانی ۱۴۱۴ھ ' ۲۳ تبوک ۱۳۷۲ ھش ' ۲۳ ستمبر ۱۹۹۳ء نمبر ۲۱۲

اگر تم خالص خدا ہی کے ہو جاؤ گے تو خدا حفاظت کرے گا

اگر خدا تعالیٰ سے معاملہ صاف نہیں تو پھر بیعت فائدہ دے گی نہ کچھ اور۔ لیکن جب خالص خدا ہی کا ہو جاوے تو خدا تعالیٰ اس کی حفاظت کرتا ہے۔ اگرچہ وہ سب کا خدا ہے مگر جو اپنے آپ کو خاص کرتے ہیں ان پر خاص تجلی کرتا ہے۔ اور خدا کے لئے خالص ہونا یہی ہے کہ نفس بالکل چکنا چور ہو کر اس کا کوئی ریزہ باقی نہ رہے۔

(حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ)

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

اصل بات یہ ہے کہ جب انسان جذبات نفس سے پاک ہو جاتا ہے اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے۔ اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کے منشاء کے موافق ہوتا ہے۔ اس سے بھی بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ اسے اپنا فعل ہی قرار دیتا ہے۔ یہ ایک مقام ہے قرب الٰہی کا' جہاں پہنچ کر سلوک کی منزلوں کو پورے طور پر طے نہ کرنے والوں نے یا تو ٹھوکر کھائی ہے یا الہیات سے ناواقف اور قرب الٰہی کے مفہوم کو نہ سمجھنے والوں نے غلط فہمی سے کام لیا ہے اور وحدت وجود کا مسئلہ گھڑ لیا ہے۔ اس بات کو بھی ہرگز بھولنا نہ چاہئے کہ جہاں انسان ابتلا میں پڑتا ہے وہ فعل خدا کے ارادہ سے موافق نہیں ہوتا۔ خدا تعالیٰ کی رضاء اس کے خلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے ہوتا ہے نہ کہ منشائے الٰہی کے ماتحت' لیکن وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا ولی کہلاتا ہے اور خدا جس کی زندگی کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ وہ ہوتا ہے جس کی کوئی حرکت و سکون بلا استصواب کتاب الٰہی نہیں ہوتی۔ وہ اپنی ہر بات اور ارادہ پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس سے مشورہ لیتا ہے۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ ۱۱۷)

اپنے اعمال کا مطالعہ کرتے رہو

(حضرت امام جماعت احمدیہ الاول)

جو قربانی کرتا ہے اللہ اس پر خاص فضل کرتا ہے۔ اللہ اس کا ولی بن جاتا ہے۔ پھر اسے محبت کا مظہر بناتا ہے۔ پھر اللہ اسے عبودیت بخشتا ہے۔ یہ وہ مقام ہے جس میں لامحدود ترقیاں ہو سکتی ہیں چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی کہا گیا (فرمانبرداری اختیار کر) تو انہوں نے کہا (میں رب العالمین کی فرمانبرداری کرتا ہوں) خیر جب یہ عبودیت کا تعلق مستحکم ہو جاتا ہے تو پھر اس میں عصمت پیدا ہوتی ہے اور خدا اسے (—) کا موقع دیتا ہے پھر اس کو ایک قسم کی دھت ہو جاتی ہے خواہ کوئی مانے یا نہ مانے اس میں ایک ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور وہ قول موجہ سے لوگوں کو امر بالمعروف کرتا ہے پھر وقت آتا ہے جب حکم ہوتا ہے کہ لوگوں سے یوں کہو جوں جوں ترقی کرتا جاتا ہے خدا کا فضل اور درجات بڑھتے جاتے ہیں۔ قربانی کا نظارہ عقلمند انسان کے لئے بہت مفید ہے اپنے اعمال کا مطالعہ کرو۔ اپنے فعلوں میں باتوں میں خوشیوں میں ملنساریوں میں اخلاق میں غور کرو کہ ادنیٰ کو اعلیٰ کے لئے ترک کرتے ہو یا نہیں اگر کرتے ہو تو مبارک ہے۔ ہمارا وجود عیب دار قربانیاں چھوڑ دے تمہاری قربانیوں میں کوئی عیب نہ ہو نہ سینگ کٹے ہوئے نہ کان کٹے ہوئے۔ قربانی کے لئے تین راہیں (۱) (بخشش مانگنا) (۲) دعا۔ (۳) صحبت صلحاء انسان کو صحبت سے بڑے فوائد پہنچتے ہیں۔ صحبت صالحین حاصل کرو۔

(فرمودہ ۳/ جنوری ۱۹۰۹ء)

خدا تعالیٰ پر ہمارا احسان نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کا ہم پر احسان ہے کہ وہ ہمیں مال دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ میری راہ میں خرچ کرو اور ثواب حاصل کرو۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

خالی آسامیاں

○ تحریک جدید میں محررین کی چند آسامیاں خالی ہیں۔ ایسے احباب جو خدمت سلسلہ کا جذبہ رکھتے ہوں اپنی درخواستیں صدر / امیر صاحب جماعت احمدیہ کی تصدیق سے وکالت دیوان تحریک جدید کو بھجوائیں۔ امیدوار اپنی میٹرک کی اسناد (فوٹو کاپی) ہمراہ لگائیں۔ ایف۔ اے بی۔ اے احباب بھی درخواست بھجوا سکتے ہیں۔

(وکالت دیوان)

ولادت

○ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم مبارک احمد شاہد مقیم جرمنی کو مورخہ ۷ ستمبر ۹۳ء کو بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت اس کا نام ذیشان مبارک عطا فرمایا ہے۔ بچہ وقف نو میں شامل ہے۔

بچہ مکرم محمد اسماعیل اسلم صاحب دارالیمن وسطی ربوہ کا پوتا اور مکرم احمد مختار سنوری صاحب مقیم جرمنی کا نواسہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و سلامتی اور مبارک دراز عمر عطا فرمائے۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم عبد المجید صاحب میل نرس فضل عمر ہسپتال ربوہ مورخہ ۹۳-۹-۱۶ بوقت ساڑھے چھ بجے شام فضل عمر ہسپتال میں انتقال کر گئے۔ مورخہ ۹۳-۹-۱۷ فجر کے بعد بیت المبارک میں مکرم چوہدری مبارک مصلح الدین صاحب نے جنازہ پڑھایا اور قطعہ نمبر ا عام قبرستان میں تدفین کے بعد مکرم راجہ محمد یعقوب صاحب نے دعا کرائی۔ احباب سے ان کی بلندی درجات کے لئے درخواست دعا ہے۔

درخواست دعا

○ محترمہ اہلیہ صاحبہ مکرم مولوی محمد شہزادہ خان صاحب فاضل سابق پروفیسر جامعہ احمدیہ آج کل بیمار ہیں اور حالت تشویشناک ہے۔ ۱۵ دن سے بے ہوشی کی کیفیت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں صحت عاجلہ و کاملہ عطا فرمائے۔

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر : آغاسیف اللہ - پرنٹر : قاضی منیر احمد
مطبع : ضیاء الاسلام پریس - ربوہ
مقام اشاعت : دارالنصر غربی - ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

٢٣ / تبوک ٢٧ ١٣ھش ٢٣ / ستمبر ١٩٩٣ء

مشعل راہ

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ پر سلامتی نازل فرماتا رہے۔ فرماتے ہیں۔

١۔ اسی وقت تم گناہ کے مکروہ داغ سے پاک کئے جاؤ گے جب کہ تمہارے دل یقین سے بھر جائیں گے۔

٢۔ تمہارے ہاتھ اور تمہارے پاؤں اور تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں کیونکر گناہ پر دلیری کرسکتی ہیں اگر تمہیں خدا اور جزا سزا پر یقین ہے۔

٣۔ یقین دکھ اٹھانے کی قوت دیتا ہے یہاں تک کہ بادشاہ کو تخت سے اتارتا ہے اور فقیری جامہ پہناتا ہے۔

٤۔ یقین ہر ایک دکھ کو سہل کردیتا ہے۔ یقین خدا کو دکھاتا ہے۔

٥۔ ہر ایک پاکیزگی یقین کی راہ سے آتی ہے۔

٦۔ وہ چیز جو گناہ سے چھڑاتی ہے اور خدا تک پہنچاتی اور فرشتوں سے بھی صدق اور ثبات میں آگے بڑھا دیتی ہے وہ یقین ہے۔

٧۔ میں نوع انسان سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔

٨۔ توبہ کرو اور خدا سے ڈرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر دل سخت نہیں ہو گئے تو اس قدر کیوں دلیری ہے؟

٩۔ انسان کی تمام سعادت اسی میں ہے کہ جہاں روشنی کا پتہ لگے اسی طرف دوڑے۔

١٠۔ اے عقل مندو! یہ دنیا ہمیشہ کی جگہ نہیں۔ تم سنبھل جاؤ۔ تم ہر ایک بے اعتدالی کو چھوڑ دو۔

١١۔ ہر ایک نشہ جو ہمیشہ کے لئے عادت کرلیا جاتا ہے وہ دماغ کو خراب کرتا اور آخر ہلاک کرتا ہے۔

١٢۔ پرہیزگار انسان بن جاؤ تا تمہاری عمریں زیادہ ہوں۔

١٣۔ ہر ایک امیر خدا کے حقوق اور انسانوں کے حقوق سے ایسا ہی پوچھا جائے گا جیسا کہ ایک فقیر بلکہ اس سے زیادہ۔

١٤۔ اے عزیزو! تم تھوڑے دنوں کے لئے اس دنیا میں آئے ہو اور وہ بھی بہت کچھ گذر چکے۔ سو اپنے مولا کو ناراض مت کرو۔

١٥۔ اگر تم خدا کی آنکھوں کے آگے متقی ٹھہر جاؤ تو تمہیں کوئی بھی تباہ نہیں کرسکتا۔

تا دمِ تحریر مری بات بات اک راز ہے
اور قرطاس و قلم کا اور ہی انداز ہے
میری خاموشی معمہ بن گئی اس کے لئے
اس کی باتیں کہہ رہی ہیں وہ زمانہ ساز ہے

ابوالاقبال

Digitized by Khilafat Library Rabwah

O

جسم جب مائلِ پروازِ دِگر ہوتا ہے
منزلِ شوق کو پھر میرا سفر ہوتا ہے

ساحلِ ہوش پہ ہے درد کی دیوارِ عظیم
آنکھ جھپکاؤ تو دیوار میں در ہوتا ہے

دل سمجھتا ہے کہ لو آگئی منزل اپنی
قافلہ یاد کی وادی میں مگر ہوتا ہے

دل نے اس وادئ ویران کو کیوں اپنایا
ایسی سنسان جگہ بھی کوئی گھر ہوتا ہے

کون جانے کہ یہاں وہ کبھی ملنے آئے
کون جانے کہ یہاں اس کا گزر ہوتا ہے

وہ بسائے گا یہاں جنتِ جسم و جہاں
جس کا ہر قطرۂ خوں باغِ ثمر ہوتا ہے

غالب احمد

یتامیٰ کمیٹی دارالضیافت ربوہ

حضور انور کے منصوبہ "کفالت یکصد یتامیٰ" کے بارے میں ضروری اعلانات

١۔ امانت یکصد یتامیٰ

جو دوست یتامیٰ کی خبر گیری اور کفالت کے خواہش مند ہوں وہ ایک یتیم کی کفالت کے جملہ اخراجات ادا کرکے اس بابرکت تحریک میں شامل ہوسکتے ہیں۔ مستحق یتیم بچوں پر عمر اور تعلیم کی ضرورت کے لحاظ سے تین صد روپیہ ماہوار سے سات صد روپیہ تک ماہوار خرچ کا اندازہ ہے۔ آپ اپنی اس خواہش اور مالی وسعت کے لحاظ سے جو رقم بھی باقاعدہ ماہوار مقرر کرنا چاہیں کمیٹی کو اس کی اطلاع کردیں۔ اس غرض کے لئے اپنی رقوم امانت "یکصد یتامیٰ" خزانہ صدر انجمن احمدیہ ربوہ میں براہ راست یا مقامی انتظام جماعت کی وساطت سے جمع کروانا شروع کردیں۔

٢۔ مستحق یتامیٰ یا ان کے ورثا توجہ فرمادیں

حضور انور کے ارشاد کے تحت امانت "کفالت یکصد یتامیٰ" سے ایسے مستحق یتامیٰ کو وظائف دینے کا انتظام ہے جو اپنی پرورش، تعلیم اور مستقبل کی اٹھان کے لئے سلسلہ کی طرف سے مدد لینے کے خواہاں ہوں۔ ایسے بچوں کی والدہ یا ورثاء یتامیٰ کمیٹی کو اطلاع دیں تا ان کے لئے وظائف کا انتظام کیا جاسکے۔

امراء اضلاع و مربیان کرام کی خدمت میں بھی گزارش ہے کہ جماعت میں سے ایسے گھرانوں کی نشان دہی کرکے یتامیٰ کمیٹی کا ہاتھ بٹائیں تا ان کی مدد کا مستقل انتظام کیا جاسکے۔

سیکرٹری یتامیٰ کمیٹی
دارالضیافت، ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشادات سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

افکار عالیہ

پس وہ محنت جو انسان کو دنیا میں انقلاب برپا کرنے کے لئے چاہئے وہ محنت 'محبت کے بغیر ممکن نہیں ہے کیونکہ محبت کے بغیر جو کام کیا جاتا ہے وہ مصیبت کا درجہ رکھتا ہے۔ ایک ماں کسی اور کے بچے کو سنبھالے تو کیسی مشکل پڑتی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے دیکھا ہے نانیاں بھی جب بچہ گندا ہو تو ماں کے اوپر پھینک دیتی ہیں کہتی ہیں تیار کر کے لاؤ تو ٹھیک ہے اس سے بڑا پیار کریں گے۔ لیکن ذرا گندہ ہوا بدبو آئی کہتی ہیں پکڑو اسے اٹھا کر لے جاؤ ہم تو اسے برداشت نہیں کر سکتے۔ میری بیگم پاس بیٹھی ہوئی ہیں یہ بھی اسی طرح کرتی ہیں۔ بیٹیاں بیچاری جن کے بڑے پیارے پیارے بچے ہیں وہ ان کو تیار کرتی ہیں وہ سج کے خوبصورت لگتے ہیں تو نانیوں کی گود میں آجاتے ہیں اور نانوں کی گود میں آجاتے ہیں اور جب ذرا گندے ہوئے تو مائیں سنبھالیں۔ ایسا کیوں ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ماؤں کو اپنے بچوں سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ ایک محبت ہے مزے اٹھانے کی محبت اور ایک محبت ہے۔ ان مزوں کی خاطر تکلیف میں مبتلا ہونے کی محبت۔ ان دونوں محبتوں میں فرق ہے۔ پس جب تک آپ کو خدا سے ایسی محبت نہ ہو کہ اس کے نتیجہ میں زخم و مرہم برابر نہ ہو جائیں اس وقت تک آپ دنیا کا کوئی علاج نہیں کر سکتے۔ ورنہ یہ سردردی ہوگی ایک بکھیڑا ہوگا ہر وقت کی مصیبت ہوگی۔ لیکن پیار ہو تو یہ سب چیزیں' سب راہیں آسان ہو جایا کرتی ہیں حضور فرماتے ہیں۔۔

تانہ دیوانہ شدم' ہوش نیامد بسرم
اے جنوں! گرد تو گردم کہ چہ احساں کردی

اے محبت جب تک تو نے مجھے پاگل نہیں بنا دیا مجھے ہوش نہیں آئی' مجھے معرفت نصیب نہیں ہوئی۔ اے جنوں میں تیرے گرد مجنوں کی طرح گھوموں کیونکہ تو نے مجھے وہ عطا کر دیا جو خرد مجھے عطا نہیں کر سکتی۔ پس محبت کا جنون ہے جو دنیا میں پاک تبدیلیاں پیدا کرے گا اور اس محبت کا سفر انفرادی طور پر ہر شخص کو کرنا ہوگا۔

آج سب سے زیادہ اس محبت کے سفر کی احمدی خواتین کو ضرورت ہے۔ احمدی بچیوں کو ضرورت ہے۔ کیونکہ انہوں نے کل کی مائیں بننا ہے۔ یہ مطلب نہیں کہ مردوں کو ضرورت نہیں مردوں کو لازماً ضرورت ہے مگر وہ ماؤں سے یہ فیض پائیں گے کیونکہ مردوں کی جنتیں ان کی ماؤں کے پاؤں کے نیچے رکھی گئی ہیں اور جنت کی بہترین تعریف اللہ کی محبت ہے۔ یہاں بعض لوگ بلکہ اکثر جنت کا لفظ سنتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ماؤں کے پاؤں کے نیچے سے سیدھے آپ جنت کے باغوں میں پہنچ جائیں گے۔ حالانکہ اصل جنت کی تعریف خدا کی محبت ہے۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں۔ "ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں" یعنی دنیا تو دوسری جنتیں ڈھوتی ہے ہمیں تو سوائے اس کے کوئی جنت دکھائی نہیں دیتی کہ اللہ کی محبت نصیب ہو جائے اس کا پیار عطا ہو۔ اس کی رضا مل جائے۔ اس کے نتیجہ میں ہمیں اعلیٰ لذات عطا ہوتی ہیں۔ وہ ایسی لذتیں ہیں جن کا عام آدمی تصور نہیں کر سکتا۔ کیونکہ عام انسان ان لوگوں کو بعض دفعہ مشقتوں میں مبتلا دیکھتا ہے۔ اکثر انبیاء کی زندگی دکھوں میں کٹتی ہے۔ کچھ ذمہ داریوں کی ادائیگی کے دکھ ہیں جو بہت بڑے دکھ ہیں۔ کسی شخص پر جتنی ذمہ داری ڈالی جائے اور جتنا خلوص سے وہ ان ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرے۔ اس کی زندگی اتنی ہی بڑی مشکل میں مبتلا ہو جاتی ہے۔ کچھ دکھ ہیں جو غیر ان پر پھینکتے ہیں۔ وہ دشمنی اور نفرتوں کی بوچھاڑ کرتے رہتے ہیں۔ ان حالات میں انبیاء کا زندہ رہنا اور ایسی زندگی سے لذت پانا ایک ناقابل حل معمہ ہے۔ جس کی دنیا کو سمجھ نہیں آیا کرتی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ ( ) اس کا حل یوں پیش فرماتے ہیں ۔

ہیں تری پیاری نگاہیں دلبرا اک تیغ تیز
جس سے کٹ جاتا ہے سب جھگڑا غم اغیار کا

یعنی لوگ تو سمجھتے ہیں کہ ہم بڑی مصیبت میں مبتلا ہیں' غیروں نے یہ ظلم کئے ہم تو ان ظلموں کے نیچے پسے گئے ہوں گے مگر فرمایا اے میرے محبوب رب! تیری پیاری نگاہیں ایک ایسی تیغ تیز کا حکم رکھتی ہیں جن سے سارا غیروں کا جھگڑا' اغیار کی سب مصیبتوں کا جھگڑا کٹ جاتا ہے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔ تو وہاں بھی محبت ہی ہے جو کام آتی ہے۔ محبت رستوں کو آسان کر دیتی ہے۔

ایک شاعر اپنے تجربے کو یوں بیان کرتا ہے کہتا ہے۔ دن رات جو ہم محبوب کے کوچوں کے چکر لگاتے ہیں اور وہاں سے دھکے کھاتے ہیں اور دھتکارے جاتے ہیں اور پھر بھی جانا نہیں چھوڑتے اور ٹھوکریں کھاتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں پاگل ہو گئے ہو۔ لوگ کہتے ہیں اپنے آپ کو تبدیل کرو۔ ہم ان کو جواب میں کیا کہتے ہیں۔۔

یہ تو نے کیا کہا ناصح نہ جانا کوئے جاناں میں
ہمیں تو راہ رووں کی ٹھوکریں کھانا مگر جانا

اے پاگل نصیحت کرنے والے تو یہ کیا کہہ بیٹھا ہے کہ اپنے محبوب کے کوچوں میں نہ جاؤں۔ خدا کی قسم اگر ہر چلنے والا مجھے اس کوچہ میں چلتے ہوئے ٹھوکریں مارتا ہوا چلے تب بھی میں وہاں جاؤں گا۔ ان ٹھوکروں کا مزہ محبت کے سوا سمجھ آہی نہیں سکتا۔ محبت پاگل کر دیا کرتی ہے۔ محبت ہی ہے جس نے فرہاد کا تصور پیدا کیا۔ وہ تمام عمر ایک پہاڑ کو کاٹتا رہا اس غرض سے کہ اس پہاڑ سے وہ نہریں جاری ہوں جس کے بعد اس کی محبوبہ کو بطور انعام اسے دیا جائے گا۔ اور اسی حالت میں اس نے جان دے دی۔ کیا بات تھی جس کی خاطر اس نے ساری زندگی اس مشقت کے کام میں گنوا دی۔ وہ مشقت ہی اپنی ذات میں اس کی جزا تھی۔ لوگوں کو سمجھ نہیں آتی۔ لوگ کہتے ہیں فرہاد پاگل ہو گیا تھا۔ وہ پاگل تو تھا لیکن عشق میں پاگل ہوا تھا۔ عام پاگلوں جیسا پاگل نہیں تھا جن کو اپنے وجود کی خبر نہیں رہتی۔ جو عشق خدا کے پاگل ہوتے ہیں ان کا مقصد روحانی مقصد بن چکا ہوتا ہے۔ اس مقصد کو دنیا والے سمجھ نہیں سکتے۔

پس محبت الٰہی کے نتیجہ میں آپ کے سارے کام آسان ہو جائیں گے۔ پھر اس بات کی حاجت نہیں رہے گی کہ کوئی کہے اس طرح فیشن کر کے باہر نہ پھرا کرو' اس طرح وقت ضائع نہ کیا کرو' سادہ رہو' جس حد تک ہو سکتا ہے اچھی بنو خدا نے تمہیں رزق دیا ہے لیکن اس میں حد سے زیادہ تجاوز نہ کرو' دین کی خدمت کے لئے بھی کچھ رکھو اور دنیا میں ایک پاک معاشرہ پیدا کرنے کی کوشش کرو۔ یہ سب خالی نصیحتیں ہیں آپ سنیں گی اور بھول جائیں گی لیکن اگر خدا سے محبت ہو جائے تو آپ کے دل میں ایک ناصح پیدا ہوگا۔ ہر وقت دھیان خدا کی طرف رہے گا۔ اگر ہر وقت نہیں تو بار بار یہ دھیان آنا شروع ہو جائے گا۔ بسا اوقات آپ ایک کام کریں گی اور دل سے ایک آواز اٹھے گی کہ مجھے تو خدا سے محبت ہے اور خدا کو تو یہ بات پسند نہیں۔ یہ سلسلہ شروع میں تھوڑے تجربوں سے شروع ہوتا ہے۔ لیکن حقیقت میں اس کی انتہا ایک خودرو پانی کی طرح بہتی ہے۔ اس وقت انسان اپنے آپ کو متوجہ نہیں کیا کرتا بلکہ محبت میں رواں دواں ہو جاتا ہے وہ اس کو اٹھائے پھرتی ہے اس کی زندگیوں کے رخ موڑ دیتی ہے۔ محبت فیصلہ کرتی ہے کہ کس طرف اس نے جانا ہے اس وقت وہ کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ ہمیں تو جانا ہی جانا ہے۔ کیونکہ وہ بے اختیار ہو جاتے ہیں۔

پس آج دنیا کے سارے مسائل کا حل خدا کی محبت ہے اور یہی وہ محبت ہے جو دلوں کو اکٹھا کر سکتی ہے اس کے علاوہ باقی سارے نسخے بے معنی اور جھوٹے اور لغو نسخے ہیں' منہ کی باتیں ہیں اس سے زیادہ ان کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ پس یہ سفر شروع کریں اور اگر اس سفر میں آپ بہت سا وقت ضائع کر چکی ہیں اور اس راہ میں بہت پیچھے رہ گئی ہیں تو خدا سے مدد مانگیں کیونکہ خدا کی مدد کے بغیر یہ سفر مکمل نہیں ہوا کرتے کسی انسان کی طاقت میں نہیں ہے کہ وہ خدا تک پہنچ جائے یا خدا کا پیار حاصل کر سکے اس کے لئے بھی خدا سے مدد مانگنی پڑتی ہے لیکن نیت فرض ہے اور نیت کی سچائی فرض ہے۔ یہ کام آپ کے سپرد ہے۔ آپ ایک دن یہ فیصلہ کر لیں کہ آپ نے خدا کی محبت میں مبتلا ہونا ہے اور یہ کہ جیسے تیسے بھی ہو سکے آپ اپنے رب سے محبت کریں گی اور اس کے حسن کی تلاش کریں گی۔ جب آپ محبت کی بات کریں گی تو (حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کا یہ شعر آپ کے لئے ایک تنبیہہ بن جائے گا۔

بن دیکھے کس طرح کسی مہ رخ پہ آئے دل
کیونکر کوئی خیالی صنم سے لگائے دل

آپ سوچیں گی کہ میں تو واقعی نظریاتی طور پر ایک خدا کی قائل تھی مجھے تو اس کا حسن دکھائی نہیں دیتا' میں کیسے محبت کروں؟ چنانچہ بہت سے احمدی مرد اور بہت سی احمدی عورتیں مجھے گھبرا گھبرا کر لکھتے ہیں کہ آپ تو کہتے ہیں (عبادت) میں لذتیں پیدا ہو سکتی ہیں ہم نے تو اتنی ٹکریں ماری ہیں لذت پیدا نہیں ہوئی لذت اس لئے پیدا نہیں ہوئی کہ ان کا صنم خیالی رہا ہے۔ اس لئے کہ انہوں نے (عبادت) کے کلمات پر غور نہیں کیا ان میں ڈوب کر (عبادت) نہیں (کی) یہی وجہ تھی کہ مجھے کئی مہینوں پر پھیلا ہوا ایک سلسلہ ءخطبات دینا پڑا۔ یہ سمجھانے کے لئے کہ (عبادت) میں کیسے ڈوبا جاتا ہے (عبادت) میں ڈوبنے کے نتیجہ میں خدا کا چہرہ دکھائی دینے لگتا ہے اور اتنا حسین چہرہ ہے کہ آپ چاہیں نہ چاہیں آپ اس کی محبت میں مبتلا ہو جائیں گی۔

محبت میں ایک لطف کی بات یہ ہے کہ اس میں پھر اختیار کی بات نہیں رہتی جو چیز فرض ہے وہ ہے حسن کے ساتھ رابطہ کیونکہ حسن سے رابطے کے بغیر محبت ہو ہی نہیں سکتی۔ ایک شاعر کہتا ہے۔ یہ ایسی آگ ہے جو لگائے نہ لگے اور بجھائے نہ بجھے۔ غالب کا یہ شعر ہے کہ محبت ایک عجیب پاگل کر دینے والی چیز ہے کہ ہم کوشش کریں کہ محبت ہو جائے تو ہوتی نہیں اور جب ہو جائے تو ٹوٹتی نہیں۔ ایسی آگ لگ جاتی ہے کہ بجھائی نہیں جا سکتی۔ اس لئے بندہ کا اس میں کوئی اختیار نہیں ہے لیکن حسن کا اختیار ہے۔ حسن فیصلہ کرتا ہے کہ کس کو کس سے محبت ہوگی اور حسن چونکہ خدا کا حسن ہے اس لئے خدا ہی فیصلہ کرے گا کہ کس وقت کتنا آپ پر جلوہ گر ہو۔ اس لئے دعا ضروری ہے اور دعا

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صاحبزادہ مرزا مجید احمد

خیالِ خاطرِ احباب

ایک طرف اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جن وانس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں اور دوسری طرف حدیث آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو تمہاری عبادات کی کوئی حاجت نہیں اور نہ تمہاری عبادت سے اس کی بڑائی میں رتی بھر اضافہ ہوتا ہے اور اگر عبادت نہ بجالاؤ تو نہ اس کی عزت میں کوئی کمی واقع ہوتی ہے۔ پھر خود دعویٰ کرتا ہے کہ فرشتے ہر لحظہ اس کی حمد میں مصروف ہیں اور کائنات کی ہر شے اس کی تسبیح کر رہی ہے گو تم اسے سمجھ نہیں سکتے کیونکہ وہ تمہاری شعوری استعدادوں سے ماوراء ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ کو کسی عبادت کرنے والے کسی حمد کرنے والے سے کوئی فرق نہیں پڑتا اور یہ حق بھی ہے کیونکہ تعریف اور عبادت سے فرق وہاں پڑے جہاں مقابل میں کوئی اور بھی ہو۔ انسان آخر تعریف سے کیوں خوش ہوتا ہے اس لئے کہ انسان کا مقابلہ دوسرے انسان سے ہوتا ہے۔ جس کی تعریف کی جائے وہ خواہ تسلیم کرے یا نہ کرے وہ دل میں دوسروں سے مقابلہ کر رہا ہوتا ہے۔ جب کوئی دوسرا ہے ہی نہیں تو پھر تعریف اور حمد کیسی۔ اللہ تعالیٰ کے مد مقابل جب کوئی ہے ہی نہیں تو اس کی ذات کی تعریف بے معنی ہے۔ اگر کہا جائے کہ بت ہیں اور دیگر معبودان باطلہ ہیں جن کی پرستش کی جاتی ہے تو جہاں تک بتوں کا سوال ہے بت تو بے جان شے ہے وہ فی الذات نہ برا ہے نہ اچھا نہ وہ کسی کو فیض پہنچا سکتا ہے نہ شر وہ تو خود کسی کی تخلیق ہے۔ انہیں تو انسان خود تراشتا ہے اس کی جمالیاتی حس اور اس کے تراشنے والے کے حسن وذوق اور مہارت کی تو تعریف ہو سکتی ہے خود تراش کردہ خدا کی بحیثیت پالن ہار تعریف کس طرح کی جا سکتی ہے وہ تو خود حرکت کرنے کا بھی اہل نہیں اس کے متعلق یہ خیال کرنا کہ وہ التجائیں سنتا اور پوری کرتا ہے ویسے ہی بچگانہ خیال ہے اور خدا کب ان سے اپنا مقابلہ کرتا ہے کہ وہ ان سے بڑا خدا ہے اس لئے اس کی زیادہ عزت کرو اور اس وجہ سے اس کی عبادت کرو وہ تو ان کے وجود کو بحیثیت مصور تسلیم ہی نہیں کرتا چہ جائیکہ خود کا ان سے مقابلہ کرائے۔ جہاں تک اجرام فلکی وغیرہ ہیں وہ اس کے اپنے پیدا کردہ ہیں ان سے بھی اس کا کوئی مقابلہ نہیں جس کی وجہ سے اور جن کے مقابل سے اسے اپنی تعریف اور عبادت پسند آتی ہو اور وہ اس میں اپنی بڑائی محسوس کرتا ہو اگر بڑائی اور پرستش ہی اسے پسند ہے تو فرشتوں اور دیگر جمادات اور نباتات جو ہر وقت اس کی حمد کر رہے ہیں کی طرح انسان کو بھی ایسا ہی بنا دیتا کہ وہ ہر وقت اس کی حمد اور عبادت کرتے رہتے۔ بتوں اور دیگر معبودان باطلہ سے اسے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا یا اس کے جملہ حقوق پر ڈاکہ نہیں پڑتا اور اس کی خدائی خطرہ میں نہیں پڑتی کہ وہ ان سے حسد Jealousy محسوس کرتا ہو جس طرح ایک معشوق کو اگر پتہ چل جائے کہ اس کا عاشق کسی دوسرے میں دلچسپی لے رہا ہے تو وہ Jealousy محسوس کرتا ہے کہ اس کا عاشق کسی اور کا ہو کر رہے کسی دوسرے کی طرف توجہ کرے یہ ہوتا اس لئے ہے کہ دوسرا اس کا ہم جنس ہوتا ہے۔ لیکن اگر اس کا عاشق کسی گھوڑی کی تعریف کرے یا اسے بہت چاہنے لگے تو اس صورت میں معشوق حسد نہیں کرتا کیونکہ وہ ہم جنس نہیں اور اس سے اسے کوئی خطرہ محسوس نہیں ہوتا۔

خدا کا کوئی ہم جنس نہیں وہ واحد اور لا شریک ہے اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ لاشریک ہے وہ انہی صفات میں اکمل ہے اس کی صفات میں کوئی شریک نہیں ہو سکتا چہ جائیکہ کوئی اس کی جنس میں شریک ہو سکے۔ صفات الہیہ میں انسان کا اشتراک صرف ظاہری ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کو معبودان باطلہ سے کوئی حسد تو ہو نہیں سکتا انسان سے تو یہی توقع رکھی جا سکتی ہے کہ اس سے ڈرنے والے اس سے پیار کرنے والے۔ اس کی تعریف کرنے والے پہلے دس تھے تو اب بیس ہو جائیں گے اور وہ تعداد سے تسلی اور تسکین پاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو تسلی اور تسکین کی کیا ضرورت ہے اس کی کونسی EGO(انا) نے تسلی پانی تھی کہ اس نے فرشتوں اور دیگر مخلوق کے ہوتے ہوئے ایک اور مخلوق پیدا کرنی پسند فرمائی جس سے وہ مطالبہ کرتا کہ اس کی عبادت کرو۔ اگر انسان کسی اور کی مخلوق ہوتا اور پھر اللہ تعالیٰ انسان سے مطالبہ کرتا کیونکہ وہ زیادہ بڑا ہے اس لئے اس کی عبادت کرو تب ہی کوئی بات بنتی لیکن پھر وہ واحد اور لاشریک نہ رہتا۔

پھر آخر انسان کو کیوں پیدا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد کہ جن وانس کو عبادت کے لئے پیدا کیا گیا ہے اور عبادت کا عوام الناس میں جو اس کا محدود مفہوم سمجھا جاتا ہے لیا جائے تو بات بنتی نظر نہیں آتی۔

دراصل اللہ تعالیٰ کی صفات یہ تقاضا کرتی ہیں کہ ان کا ظہور ہو۔ خالق ہونے کی صفت بار بار تقاضا کرتی ہے کہ تخلیق کا عمل جاری ہے کہ آرہی ہے۔ دمادم صدائے کن فیکون ایک منٹ کے لئے تصور کریں کہ اگر آج تخلیق کا عمل رک جائے۔ رحمانیت کا عمل رک جائے۔ مالکیت کی صفت ختم ہو جائے تو پھر کون ہے جو اس ان دیکھے خدا پر ایمان لائے گا۔ غرض اللہ تعالیٰ کی ہر صفت سمیع ہونے کی صفت کلیم ہونے کی صفت' ہر صفت جاری ہے۔ ربوبیت کی صفت کا تقاضا ہے کہ ایسی مخلوق بھی ہو جو درجات میں ترقی کرے۔ ملائکہ ایسی مخلوق نہیں جو ایک حالت سے اپنی کوشش کی بنا پر اگلے درجہ میں ترقی کر سکیں باوجودیکہ وہ ہر وقت تسبیح و تحمید میں مصروف ہیں۔ حیوانات' نباتات اور جمادات گو ترقی کرتے ہیں مگر بہت ہی محدود دائرہ میں اور ان کی ترقی بڑی حد تک ذی روح یعنی انسان کی کوششوں پر منحصر ہوتی ہے۔ مگر انسان کو اللہ تعالیٰ نے اس صفات سے نوازا ہے کہ وہ اپنی کوشش اور عمل سے محض حیوان ناطق کی سطح سے نکل کر ملائکہ کو بھی پیچھے چھوڑ جائے۔

جس عبودیت کا اللہ تعالیٰ ذکر فرماتا ہے وہ عبودیت ہے کہ انسان جہاں تک ممکن ہو وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا مظہر بنے۔ جو عبادات اللہ تعالیٰ نے قائم کی ہیں وہ بھی اس لئے ہیں کہ اس نے انسان کو اپنی شکل پر پیدا فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ چونکہ لطیف اور پاک ہے اور پاک کو گند کا استعمال ممکن نہیں اور ضروری ہے انسان کو اس کا مظہر بننے کے لئے ایک ایسی چکی میں سے گزارا جائے جس سے اس کی کثافتیں اور گند دھل جائیں اور وہ اس بات کا اہل بن سکے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کا حقیقی مظہر ہو سکے۔ جتنا اس کے دل کا آئینہ صاف اور شفاف ہوگا اتنا ہی وہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے نور کو منعکس کر سکے گا۔ معراج در حقیقت انسان کی بلندی کی عکاسی کرتا ہے۔ ایک کامل انسان اپنی بشری کمزوریوں اور محدود ہونے پر بھی جہاں تک پرواز کر سکا کی۔ (اللہ پاک ہے) کیا پرواز تھی اور اس نے کن بلندیوں کو چھوا۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر جھکا لیکن دیکھیں کہ وہ اس مقام کو پہنچ کر دوبارہ بندوں کی طرف واپس لوٹا۔ ایک برزگ کا قول ہے کہ اگر مجھے یہ مقام حاصل ہو جاتا تو میں کبھی واپس بندوں کی طرف نہ لوٹتا۔ لیکن یہاں بھی اسی درجہ کا نمایاں فرق ہے کہ اس کامل انسان نے دوبارہ انسانوں کی طرف لوٹنا پسند کیا کیونکہ اسے خدا کی مخلوق سے ایسا ہی پیار تھا جیسا کہ خدا کو خود اپنی مخلوق سے ہے۔ یہی اللہ تعالیٰ کے نور کو اپنے دل کے انتہائی مصفی اور شفاف شیشہ میں منعکس کرنے کی نشانی ہے۔

عبادات جو رکھی گئی ہیں ان میں Form (ہیئت) کو اہمیت حاصل نہیں اسی لئے حالات کے لحاظ سے یہ بدل جاتی ہیں مگر عبادت کی روح میں تبدیلی نہیں آتی یہ دھوبی گھاٹ کا پتھر ہے جہاں انسان اپنی نفسانی کمزوریوں کو اس پر مار مار کر اس کی میل کچیل دور کرتا ہے ورنہ اس عبادت سے اللہ تعالیٰ کو کچھ حاصل نہیں ہو رہا ہوتا نہ اس کی کبریائی میں کوئی اضافہ ہو رہا ہوتا ہے۔ انسان خود ہی ترقی کی منزلیں طے کر کے لطیف ہو رہا ہوتا ہے۔

انبیاء' ولیوں اور قطبوں کی زندگیوں کا مطالعہ کریں۔ نبوت گو وہبی ہے مگر پھر بھی نبوت کی ردا پہنائے جانے سے پہلے جو سب سے نمایاں خصوصیت ان میں نظر آتی ہے وہ یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کی عکاسی کا عمل ہوتا ہے۔ یہ ہی حال ولیوں اور قطبوں کا ہوتا ہے ان کا سلوک اللہ تعالیٰ کی مخلوق سے ایسا صاف اور پاکیزہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کی بندہ پروری کے گن گاتے ہیں۔ کسی ولی یا بزرگ کی زندگی میں آپ کبھی کوئی ایسا واقعہ بیان نہیں کر سکتے جہاں انہوں نے جان بوجھ کر خدا کے کسی بندے کو کوئی دکھ دیا ہو یا تکلیف پہنچائی ہو۔ ان کے لئے انسان بس خدا کی مخلوق ہوتے ہیں۔ وہ ان میں مذہب رنگ نسل اور برادری کی کوئی تمیز روا نہیں رکھتے اور اللہ تعالیٰ کو اپنی مخلوق اتنی پیاری ہے کہ اگر کسی بھوکے کو کھانا کھلادو تو وہ کہتا ہے کہ تو نے اسے نہیں مجھے کھانا کھلایا ہے کسی بے کس کو سہارا دیدو تو کہتا ہے کہ تم نے مجھے سہارا دیا۔ کہاں تمام جہانوں کا مالک اور خالق اور کہاں اپنی مخلوق کے لئے اتنا درد۔ ایک بزرگ کا واقعہ ہے کہ جب ایک شخص نے انہیں حلقہ عقیدت میں داخل ہونے کے لئے بیعت کی درخواست کی تو انہوں نے فرمایا کہ تم نے دنیا میں کسی سے عشق کیا ہے اس کے انکار پر فرمایا کہ پھر تجھے کیا معلوم کہ عشق حقیقی کیا ہے پہلے عشق مجازی کی منزلیں طے کر کے دیکھ کہ تجھ میں عشق حقیقی کی صلاحیت ہے بھی یا نہیں۔ صوفیا کے کلام کا مطالعہ کریں کہ کس طرح وہ انسانی دل کو خدا کا عرش جانتے ہیں اور خدمت خلق کو ہی خدا تک پہنچنے کا زینہ سمجھتے ہیں۔ "دل بدست آور کہ حج اکبر است" یہ کس طرح ہو سکتا ہے کہ مخلوق سے بے اعتنائی برت کر انسان تصور بھی کرے کہ وہ خدا کو پالیگا۔ کیا خدا کا سورج صرف مسلمان پر چڑھتا ہے کافر پر نہیں۔

پس اے خدا کے بندے خدا کی طرف سفر اور اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے اس سیڑھی پر پہلا قدم تو رکھ جو خدمت خلق ہے۔ جب تک تو چلنے کے قابل نہیں ہو جاتا دوڑنے کی کوشش مت کر کہ تو زخمی ہو جائے گا اور عین ممکن ہے کہ اوروں کو بھی زخمی کرے۔ اللہ تعالیٰ نے بھی تیری ترقی کے مراحل مقرر فرمائے ہیں۔ پہلے انسان بن پھر با اخلاق انسان تب جا کر تو با خدا انسان بن سکے گا۔ یہ ایسا راستہ ہے جس پر تیرے لئے روشنی کے مینار کھڑے راستہ کی

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پروفیسر میاں محمد افضل

انسان اور گلہری

ڈاکٹر محمد اقبال نے نظم لکھی: پہاڑ اور گلہری۔ پہاڑ ڈینگ مارتا ہے۔ خود ستائی سے اور بھی پھول جاتا ہے۔ غرور سے اور سر اونچا کر لیتا ہے مگر گلہری اس سے مرعوب نہیں ہوتی وہ اس کے سامنے ایک مسئلہ پیش کر دیتی ہے کہ پہاڑ خاموش ہو جاتا ہے۔ نادم ہو جاتا ہے........ ہوتے ہونگے ایسے پہاڑ جو نادم ہو جائیں۔ جن کے غرور پہ اوس پڑ جائے۔ جو شرم سے پانی پانی ہو جائیں۔ مگر آج کل کے پہاڑوں کی آنکھ کہاں نمناک ہوتی ہے۔ ان کی آنکھوں کا پانی تو خشک ہو چکا۔ دل سیاہ اور خون سفید ہو گیا۔ یہ ہیں آج کل کے پہاڑ...... بڑے بڑے لوگ بڑے بڑے ملک جنہیں دعویٰ ہے مہذب ہونے کا جو علمبردار ہیں حقوق انسانی کے جو گیت گاتے ہیں انسانی مساوات کے۔ لیکن کیا وہ واقعی مہذب ہیں؟ کیا وہ واقعی انسانوں کی برابری کے قائل ہیں؟ کیا وہ واقعی منصف مزاج ہیں؟ کیا وہ واقعی وحشت و بربریت کے مخالف ہیں....... مگر چھوڑیئے ان بھیڑ کی کھال پہنے بھیڑیوں کو ہم تو بات کر رہے تھے پہاڑ اور گلہری کی۔ اقبال تو نظم لکھ گئے اور بچوں کو ایک نصیحت کر گئے کہ "نہیں ہے کوئی چیز نکمی زمانے میں۔ کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں" مگر ہمارا موضوع تو ہے۔ انسان اور گلہری۔ اس لئے آیئے ایک انسان سے ملیں نام ہے ان کا سمیر اور وطن ہے ان کا بوسنیا۔ رہنے والے ہیں وہاں کے ایک قصبہ رازک کے۔ وہی بوسنیا جس کی سرزمین اور جس کے ارد گرد کے علاقے سال کا اکثر حصہ سفید سفید برف سے ڈھکے رہتے ہیں۔ سفید برف' پاکیزگی اور معصومیت۔ روشن روشن ملک۔ اجلے اجلے شہر۔ نکھرے نکھرے قریے۔ سفیدی ہی سفیدی۔ سفید فام قوم کے بے داغ کردار کی عکاس۔ مگر یہ کیا؟ دیکھتے ہی دیکھتے یہ مہذب قوم وحشت و بربریت کے خوفناک مظاہرے پر اتر آئی۔ اجلے۔ اجلے روشن قریے۔ بے داغ سر زمین آج داغ دار ہو رہی ہے۔ فقط داغدار کہنا تو شاید حقیقت کو چھپانے کی مترادف ہو۔ آج تو وہاں خون کی نہریں ہی نہیں بلکہ دریا چل رہے ہیں۔ انسانوں کو اس بری طرح ذبح کیا جا رہا ہے۔ ان کے جسموں کے اس بے دردی سے ٹکڑے کئے جا رہے ہیں۔ ان پہ ایسے خوفناک مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔ کہ ارمنہ قدیم کے سفاک سے سفاک بادشاہ بھی انہیں نظر حیرت سے دیکھیں۔ اور یہ ہیں مہذب انسانوں کے کارنامے۔ اخلاقیات کا سبق دینے والی اقوام غرب کے کرتوت....... مگر ایک بار پھر میں جذبات کی رو میں بہہ گیا۔ واپس چلتے ہیں اپنے دوست سمیر کے پاس۔ سمیر محسوس کر رہا ہے کہ اس کے قصبے کے گرد سرب گھیرا تنگ کئے جا رہے ہیں۔ ہیں درندے ہر طرف مگر عافیت کا حصار کہیں نظر نہیں آتا۔ اور آج رات تو آسمان سے ایسی وحشت برس رہی ہے ایسا غضبنا کی کا مظاہرہ ہو رہا ہے۔ اتنی بربریت کی بوچھاڑ ہے کہ آج شاید ہی کوئی اس خوفناک حملے سے بچ سکے۔ دھماکے ہی دھماکے۔ دھواں ہی دھواں۔ چیخ و پکار۔ بہتے ہوئے خون کے دھارے۔ بھاگ دوڑ۔ آج بوسنیا کے اس قصبہ کے مٹھی بھر مسلمان کینہ۔ تعصب۔ نفرت کا شکار ہیں جو ان مہذب اقوام کو مسلمانوں سے ہے۔ کیا آج کوئی بچ بھی سکے گا؟ کیا اس اذیت ناک بھیانک رات کی صبح ہو گی؟ سورج امید کی کرن لے کر ابھرے گا؟ دھماکے بند ہوں گے؟ اور پھر یوں ہوا کہ دھماکے واقعی بند ہو گئے۔ سکوت چھا گیا مگر نہ جانے یہ سکوت کون سے طوفان کا پیش خیمہ ہے۔ سرب آن پہنچے۔ چہروں پر ایک بھیانک سی مسکراہٹ لئے ہوئے۔ فاتح اپنی مفتوح سے فیاضانہ سلوک کرنا چاہتے ہیں بظاہر ان کی جان بخشی کر دی گئی۔ انہیں دعوت دی آیئے بسوں میں سوار ہو جایئے نقل مکانی ہو گی۔ "شاید یہ ہماری نجات کا باعث ہو" سمیر اور اس کے ساتھی سوچ رہے ہیں۔ بسیں بھرنے لگیں۔ مگر یہ انسانوں کا تو سلوک نہیں کیا جا رہا۔ انسانوں کو اس بری طرح بسوں میں ٹھونسا جا رہا ہے گویا وہ پتھر ہوں۔ مگر پتھر بھی تو جہاں بیٹھتے ہیں ڈٹ کے بیٹھتے ہیں کسی سے دب کے اپنی جگہ دوسروں کو نہیں دیتے۔ مگر یہاں تو انسان ایک دوسرے کے اوپر پھینکے جا رہے ہیں۔ پچاس سیٹوں والی بس میں ۱۵۰ انسان مولی گاجر کی طرح پھینک دیے گئے۔ شاید اسی لئے کہ ان کا انجام بھی تو مولی گاجر کا سا ہونے والا ہے گو وہ اپنے انجام سے قطعاً بے خبر ہیں۔ بس میں بٹھاتے ہوئے انہیں مژدہ جانفزا سنایا جاتا ہے کہ بسیں انہیں آزاد علاقہ میں لے جائیں گی۔ وہاں وہ چھوڑ دیئے جائیں گے۔ آزاد کر دیے جائیں گے۔ کیا واقعی انہیں محفوظ جگہ کی طرف لے جایا جا رہا ہے؟ کیا وہ پھر آزاد فضا میں سانس لے سکیں گے؟ یہ خیال ہی اتنا خوشکن ہے یہ تصور ہی اتنا سہانا ہے کہ بس میں بیٹھنے یا کھڑے ہونے کی تکلیف۔ یہ گھٹن۔ یہ کھچاؤ اور تناؤ۔ سب قابل برداشت معلوم ہو رہا ہے چند ہی منٹوں کی تو بات ہے یہ ناقابل برداشت تکلیف ختم ہو جائے گی۔ اور پھر ہم آزاد ہوں گے۔ کوئی سرب ہم پہ بندوق تان کر کھڑا نہیں ہو گا۔ نہ فضا سے قہر سامانیاں ہمیں حراساں کریں گی نہ نت نئے خوفناک منصوبے پریشان کریں گے۔ سمیر کے کپڑے پھٹ رہے ہیں۔ اس کا جسم انتہائی دباؤ سے پچکا جا رہا ہے۔ اس کی آنکھیں باہر آ رہی ہیں مگر اس کے باوجود ایک حسین تصور گدگدا رہا ہے۔ آزاد علاقہ 'آزاد فضا' نہ قہر و جبروت کے مناظر نہ خوف و ہراس' نہ پریشانیاں نہ ڈر' آزادی ہی آزادی۔ سمیر اسی حسین خیال میں گم ہے کہ ایک جھٹکا لگتا ہے۔ بس رک جاتی ہے۔ سب کو نیچے اترنے کو کہا جا رہا مگر یہ کیا؟ کسی کے چہرے پہ خوشی و انبساط نہیں۔ اور ہو بھی کیسے۔ جب کہ سرب اب بھی ان کے سروں پہ بندوقیں تانے کھڑے ہیں۔ لمبی لمبی قطاریں بنوائی جا رہی ہیں۔ ہمارا دوست بھی باہر آتا ہے اور ایک قطار میں کھڑا ہو جاتا ہے۔ سہانے خواب چکنا چور ہوئے امیدوں کا محل جو تعمیر ہوا تھا دھڑام سے گر گیا۔ سمیر پھر اداس ہے۔ پریشان ہے۔ نہ جانے کیا ہونے والا ہے۔ مگر اب بھی ایک موہوم امید کا سہارا ہے۔ یہ قطاریں شاید آزاد علاقہ کی طرف لے جا رہی ہیں۔ مگر آگے تو کھائی ہے۔ انتہائی گہری کھائی۔ اس کے سرے پہ بوسنین مسلمانوں کو باری باری کھڑا کیا جا رہا ہے۔ کیا یہاں آزادیاں بانٹی جا رہی ہیں؟ تو پھر ان کے چہروں پہ خوشی و مسرت کی بجائے خوف و ہراس کیوں؟ یہ تو نوید مسرت ہونی چاہیے۔ مگر کیا اس میں بھی تلخی گھول دی گئی ہے؟ ہاں! یہ نوید مسرت ہی ہے۔ آزادی کی نوید۔ مگر کیسی آزادی؟ زندگی کی قید سے آزادی۔ پھر وہی ٹھاہ ٹھاہ کی آوازیں۔ بندوقیں شعلے برسا رہی ہیں۔ پھر وہی چیخ و پکار۔ گولیوں کی بوچھاڑ میں ایک ایک کر کے بوسنین اس گہری کھڈ میں گرتے چلے جا رہے ہیں۔ ہمارا دوست حیران ہے۔ پریشان ہے۔ مضطرب ہے مگر دماغ تیزی سے بچاؤ کی ترکیب سوچ رہا ہے۔ ایک ہی راستہ نظر آتا ہے اس گہری کھڈ میں چھلانگ لگا دی جائے۔ بجلی کی طرح یہ خیال کوندا اور شیر کی شمیر نے جست لگا دی۔ نیچے ایک دریا بہہ رہا ہے' خون کا دریا۔ سرخ انسانی خون کا دریا۔ مرے ہوئے ساتھوں کی لاشیں زندگی میں آخری جنگ کرتے ہوئے تڑپتے ہوئے جسم۔ انسانی ڈھانچے ہی ڈھانچے۔ کیا انسانی ڈھانچوں سے اتنا بڑا مینار کبھی تعمیر ہوا تھا؟ کیا کبھی انسانوں کا خون اتنی بے دردی سے بہایا گیا؟ سمیر خون میں لت پت اس رخ سمندر میں بچاؤ کا راستہ تلاش کر رہا ہے۔ خوف اب بھی اس پر بری طرح مسلط ہے۔ اس کو حرکت کرتے ہوئے اگر دیکھ لیا گیا تو اب بھی گولی کا نشانہ بنا دیا جائے گا۔ تڑپتے ہوئے جسم اس کے سر اور گردن پر گر رہے ہیں گویا دوست گلے مل رہے ہیں۔ مگر یہ بھی کیسا ملاپ ہے؟ ایک خونیں ملاپ! ایک بھیانک ملاقات! شام کا دھندلکا چھا رہا ہے اندھیرا بڑھ رہا ہے۔ رات بھی رب رحمن کی عطا ہے۔ تاریکی بھی ایک نعمت ہے۔ یہ ہماری کمزوریوں کو ڈھانپ لیتی ہے ہماری حرکات پہ پردہ ڈالتی ہے اور پھر یہ کہ دشمن کی نظر سے اوجھل کر دیتی ہے۔ سمیر رینگنا شروع کرتا ہے۔ انسانی بے جان جسموں سے ٹھوکریں کھاتا ہو نہ جانے کب تک گھسٹتا رہا ہے۔ خون کی ندی ختم ہوئی۔ خشک زمین نے استقبال کیا' شاید کوئی بچاؤ کی سبیل پیدا ہو جائے۔ مگر سمیر تو نڈھال ہو چکا ہے۔ خوف ختم ہوا تو بدنی طاقت جواب دے گئی۔ بے سدھ ہو کے پڑ رہتا ہے۔ اور پھر نہ جانے ایک دن گذرتا ہے یا دو بیت جاتے ہیں۔ وہ محسوس کرتا ہے کہ کوئی اس کے جسم کو آہستہ آہستہ سہلا رہا ہے۔ آنکھیں کھولتا ہے تو دیکھتا ہے کہ ایک گلہری اس کے جسم پہ چل رہی ہے۔ نہ جانے اس کے ارادے کیا ہیں! انسانوں نے تو ساتھ چھوڑ دیا اب کیا ان درندوں کے رحم و کرم پہ ہوں انسان اگر اتنا ظالم ہو سکتا ہے تو درندہ تو ہے ہی درندہ۔ اس سے کیا توقع کی جا سکتی ہے؟ سمیر اٹھنے کی کوشش کرتا ہے اور گلہری بھاگ جاتی ہے۔ مگر کچھ فاصلہ پہ بیٹھ کے اسے دیکھے چلے جا رہی ہے۔ مگر اسے گلہری سے کیا لینا وہ تو اپنے خیالوں میں محو ہے۔ اور اب جو خیال اس پہ غالب ہے وہ ہے بھوک۔ شدید بھوک کا خیال۔ ارد گرد نگاہ دوڑاتا ہے مگر اس گھنے جنگل میں خار مغیلاں کے علاوہ اسے کیا ملے گا۔ پھر اٹھ کے چلنے کی سکت بھی تو نہیں کہ کہیں کچھ تلاش کیا جائے۔ دیکھتا ہے کہ کچھ فاصلہ پر بیٹھی گلہری گھاس کھود کھود کر اکٹھا کئے جا رہی ہے۔ اس کے پتے الگ اور گودا الگ کر رہی ہے۔ سمیر لیٹا لیٹا گلہری کو بڑے انہماک سے دیکھ رہا ہے 'گلہری نے ایک ڈھیر لگا دیا۔ شاید ابھی اسے کھائے گی یا بچوں کے لئے لے جائے گی۔ مگر وہ اپنے کام سے فارغ ہو کر بیٹھ جاتی ہے۔ اور ہمارے دوست پہ نظریں جما دیتی ہے۔ ننھی ننھی آنکھیں شاید کوئی پیغام دے رہی ہیں۔ سمیر کچھ سمجھ نہیں پایا۔ تھوڑی دیر کے بعد گلہری اپنی محنت کا ثمر پیچھے چھوڑ کر رخصت ہو جاتی ہے۔ سمیر اٹھتا ہے دیکھیں تو سہی یہ گھاس کیسی ہے؟ تھوڑی سی منہ میں ڈالتا ہے۔ یہ تو اچھی خاصی میٹھی گھاس ہے اور وہ جلد جلد گلہری کی اکٹھی کی ہوئی گھاس کھانی شروع کر دیتا ہے۔ کیا دعوت شیراز ہے بلکہ کیا من و سلویٰ ہے! اللہ تعالیٰ نے میری بھوک مٹانے کا سامان کر دیا۔ مگر میری دوست گلہری گئی کہاں؟ تھوڑی دیر بعد گلہری پھر نمودار ہوتی ہے۔ اس کی جمع کی ہوئی گھاس تو غائب ہو گئی مگر بجائے

باقی ص ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بین المملکتی حالات، واقعات، شخصیات۔

بوسنیا کی سفیر

پاکستان میں مقیم بوسنیا کے سفیر نے عالمی ضمیر سے اپیل کی ہے کہ وہ بیدار ہو کر بوسنیا کے مسلمانوں کے قتل عام اور ان کے جبری ترک وطن کو روکے۔ اور انہیں اپنے دشمنوں کے تشدد کا مقابلہ کرنے کے لئے مدد دے۔ آپ کورنگی ایسوسی ایشن آف ٹریڈ انڈسٹری کے اراکین نے ایک مقامی ہوٹل (کراچی) سے خطاب کر رہی تھیں۔ آپ نے بوسنیا کی کیفیت کا کشمیر سے مقابلہ کیا اور کہا کہ دونوں میں ایک جیسی باتیں پائی جاتی ہیں کشمیریوں سے وہی سلوک کیا جا رہا ہے جو بوسنیا کے مسلمانوں سے۔ آپ نے کہا کہ جب سے بوسنیا کے مسلمانوں پر تشدد شروع ہوا ہے انہیں اس بات کی ضرورت پیش آرہی ہے کہ وہ اس کا مقابلہ کرنے کے لئے اسلحہ حاصل کر سکیں۔ اور انہوں نے اس بات پر افسوس کا اظہار کیا کہ بعض مسلمان ممالک جو انہیں اسلحہ دے سکتے تھے جب ان سے اسلحہ کی درخواست کی گئی تو انہوں نے نفی میں جواب دیا۔ اور یہ کہا کہ اگر بوسنیا کو اسلحہ فراہم کیا گیا یا اسے رقم دی گئی کہ وہ اسلحہ خرید لے تو وہاں مزید خون ریزی ہو گی۔ سفیر موصوف نے کہا کہ کوئی مذہب یا تہذیب ایسی نہیں جو بوسنیا جیسے لوگوں کو اسلحہ دینے کا انکار کرتی ہو۔ سوائے ان لوگوں کے جن کی شیطانی فطرت بوسنیا پر تشدد کر رہیں ہے سفیر موصوف نے کہا کہ ہم خدا کے فضل سے ناامید نہیں ہیں اور اپنے آپ کو تنہا محسوس نہیں کرتے ہمیں پاکستانی بھائیوں اور بہنوں کی امداد حاصل ہے اور ہمیں اس بات پر فخر ہے کہ ہمارے ساتھ پوری طرح ہمدردی کا اظہار کر رہے ہیں۔ آپ نے تمام مسلمانوں سے اپیل کی وہ ان حالات کا بغور جائزہ لیں جو اس وقت بوسنیا میں پیدا کئے گئے ہیں۔ انہیں اپنے۔۔۔ اور اپنی دولت سے اسلحہ حاصل کر کے بوسنیا کی مدد کرنی چاہئے اگر ہمارے پاس اسلحہ ہوتا، انہوں نے کہا، تو ہم پر کسی کو حملہ کرنے کی جرات نہ ہوتی۔ یہ دیکھ کر کہ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور اقوام متحدہ نے ہم پر اسلحہ خریدنے کی پابندی لگائی ہوئی ہے۔ ہم پر حملے پر حملہ کیا جا رہا ہے اور ہمارے لوگوں کو قتل عام سے بھی ختم کیا جا رہا ہے اور جبری ترک وطن سے بھی۔

سفیر موصوفہ کی تقریر سے قبل فرینڈز آف بوسنیا کی چیئر پرسن مس قدسیہ اکبر جو آرٹس کونسل آف پاکستان کی اعزازی سیکرٹری بھی ہیں نے کہا کہ یہ جلسہ اس لئے منعقد کیا گیا ہے کہ بوسنیا کے ساتھ ہمدردی کا اظہار کیا جائے اور جس طرح بوسنیا کے لوگ جوانمردی کے ساتھ مقابلہ کر رہے ہیں۔ ان کو داد و تحسین پیش کی جائے۔

تشدد کے خلاف آگاہی

تشدد کے خلاف آواز (Voice Against Torture) ایک ایسی تنظیم ہے جو ری ہیبلیٹیشن (Rehabilitation) اور صحت کے سلسلے میں ان لوگوں کی مدد کرتی ہے جن پر تشدد کیا گیا ہو۔ اس تنظیم نے اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر لحاظ سے خواندگی کی طرف توجہ دی جانی چاہیے۔ تعداد کے لحاظ سے بھی اور معیار کے لحاظ سے بھی۔ تاکہ مطلوبہ نتائج حاصل کئے جاسکیں۔

یہ بیان عالمی خواندگی کے موقعہ پر دیا گیا۔ بیان دینے والے مسٹر مبارک جمال مہدی ہیں۔ جو ری ہیبلیٹیشن اینڈ ہیلتھ ایڈ سنٹر فار ٹارچر وکٹمز (Rehabilitation And Health Aid Centre For Torture Victims) کے لاہور چیپٹر کے مشیر ہیں۔ انہوں نے کہا کہ خواندگی کے معیار کے لحاظ سے اس طرح بڑھانا چاہئے کہ اس میں حقوق انسانی سے آگاہی بھی شامل ہو اور اسطرح صحت کے متعلق بھی تعلیم دی جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ دونوں باتیں انسانی زندگی کے لئے نہایت اہم ہیں۔ اس بیان میں حکومت کی اسطرح توجہ دلائی گئی ہے کہ عالمی طور پر جو معاری انسانی حقوق کی تعلیم مانی جاتی ہے اسے سلیبس میں شامل کیا جانا چاہئے اور اس طرح بالغان کی خواندگی کے پروگراموں میں بھی یہ چیزیں موجود ہونی چاہئے۔

انہوں نے کہا کہ تمام حکومتوں کو چاہیے کہ ہر قسم کے طلباء کو صحت کے متعلق تعلیم دی جائے اور اسی طرح تشدد کے مختلف ذرائع کے متعلق تاکہ انہیں حتی الامکان روکا جاسکے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے تعلیم دی جانی چاہیے کہ کس پر کس طرح کتنا تشدد کیا گیا ہے۔ اس تشدد کے کیا اثرات ظاہر ہوئے اور پھر ایسے لوگوں کو جن پر تشدد کیا جاتا ہے کس طرح زندگی کی پٹڑی پر دوبارہ صحیح معنوں میں ڈالا جاسکتا ہے۔ وائس اگینسٹ ٹارچر (Voice Against Torture) نے اس بات پر زور دیا کہ سنجیدگی کے ساتھ عملی طور پر خواندگی کے پروگراموں میں یہ باتیں شامل کی جانی چاہیں۔ کیونکہ پاکستان اب ان ملکوں کی فہرست میں شامل ہے جن میں ان چیزوں کی طرف توجہ بہت کم دی جاتی ہے۔

فرڈیننڈ کی لاش

فرڈیننڈ مارکوس جو فلپائن کے صدر تھے کی آمرانہ حکومت کے خلاف ملک کے باشندوں نے احتجاج کیا اور انہیں ملک سے فرار ہوتے ہی بن پڑی وہ غریب الوطنی میں ہی وفات پا گئے جو روپیہ اور جائیدادیں ملکی باشندوں کے خیال میں انہوں نے ملک سے غیر قانونی طور پر ہتھیائی تھی ان کی واپسی کے مطالبے کئے ان کی بیوہ امیلڈا کی جائیداد پر بھی قبضہ کرنے کے لئے عدالتوں میں دعوے دائر کئے گئے لیکن ان سب باتوں سے زیادہ اہم بات یہ تھی کہ ان کی وفات کے بعد ان کی لاش کو واپس فلپائن لانے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا گیا ان کی بیوہ امیلڈا نے مہم جاری رکھی اور آخر کار اتنی اجازت ملی کہ ان کی لاش کو ان کے آبائی علاقے میں دفن کیا جاسکتا ہے امیلڈا کی یہ کوشش تھی اور اب بھی ہے کہ کسی نہ کسی طرح فرڈیننڈ مارکوس کو دارالحکومت میں دفن کیا جائے۔ لیکن اب انہوں نے ان کی لاش کو وطن لا کر اپنے ہی قصبہ میں دفن کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ اگرچہ انہیں صحیح معنوں میں دفن نہیں کیا گیا بلکہ شیشے کے ایک بکس میں رکھا گیا ہے اور اس کوشش کو جاری رکھنے کا عزم لے کر آگے بڑھ رہی ہیں کہ یہ لاش کسی نہ کسی وقت دارالحکومت میں دفن کی جائے گی۔ جب ان کی لاش لائی جا رہی تھی تو قصبہ میں ایک جشن کا سا سماں تھا۔ لوگوں نے سارے شہر میں جھنڈیاں لگائی ہوئی تھیں اور مارکوس کے حق میں نعرے لگا رہے تھے۔ گویا کہ جہاں سارا ملک ان کی مخالفت میں ایک لمبے عرصے تک بپھرا رہا ہے ان کے اس علاقے کے لوگ ان پر اب بھی جان قربان کرتے ہیں امیلڈا نے کہا ہے کہ شیشے کے بکس میں مارکوس کی لاش رکھنے کا اس علاقے کو ایک یہ فائدہ ہو گا کہ بہت سے سیاح انہیں دیکھنے آئیں گے اور اس طرح وہاں خوشحالی کا دور دورہ ہو گا۔ وطن واپس لانے کی اجازت تو کافی پہلے مل گئی تھی لیکن چونکہ امیلڈا اس بات سے اتفاق نہیں کرتی تھی کہ انہیں ان کے علاقے میں دفن کیا جائے اس لئے تاخیر ہوئی۔

بقیہ : ص۵

اس کے کہ محنت سے اکٹھی کی ہوئی گھاس پہ ڈاکہ پڑ جانے پہ اس کی آنکھوں میں غیض و غضب اتر آئے، جیسا کہ انسانوں سے توقع کی جاتی ہے، اس کی آنکھوں میں ایک چمک آجاتی ہے۔ گویا جو ہوا وہ اس پہ خوش ہے، وہ بھی یہی چاہتی تھی۔ شاید یہ اس کی مہمان نوازی کا اظہار تھا۔ سمیر چاہتا ہے کہ گلہری اس کے قریب آئے مگر انسان ایک خوفناک درندہ ہے اور سب درندے اس سفاک درندے سے ڈرتے ہیں۔ گلہری دور بیٹھے دیکھے جا رہی ہے مگر آگے آنے کی جرات نہیں کر رہی، اب سمیر گھاس کی جڑیں کھودنا شروع کر دیتا ہے۔ گلہری بیٹھے دیکھ رہی ہے۔ آخر ایک اچھے استاد کی طرح ہونہار شاگرد کو شاباش دینے کے لئے آگے بڑھتی ہے مگر ڈرتے ڈرتے۔ سمیر اس کا خوف دور کرنا چاہتا ہے اور آخر وہ اس کے قریب آجاتی ہے، مہمان میزبان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔ میزبان خوشی سے پھول جاتا ہے، دوستی کا تعلق قائم ہو جاتا ہے، سمیر کو اس بھائیں بھائیں کرتے خوفناک جنگل میں ایک ہمدم۔ ایک ہمدرد، ایک رفیق مل جاتا ہے۔ کیا خوب! انسان درندے بن گئے مگر انسانیت ملی تو کہاں؟ ......درندوں میں۔ انسان نفرت کا پیکر بن گئے مگر محبت ملی تو کہاں؟ درندوں میں۔ انسان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو گئے۔ مگر ہمدردی ملی تو کہاں؟......درندوں میں۔ انسانوں نے انسانوں کے گریباں چاک کر دیے۔ سیئے تو کس نے؟ جنگل کے جانوروں نے۔ انسانوں نے ایک دوسرے پہ آگ برسائی۔ محبت کی چنگاری سلگی تو کہاں؟ ایک چھوٹے سے جانور کے ننھے سے دل میں۔ گلہری سمیر کے قریب آتی چلی گئی گلہری خوش تھی کہ اسے ایک ساتھی مل گیا۔ اسے موقعہ ملا کہ کسی کے لئے کچھ کر سکے وہ خوشی سے ادھر ادھر بھاگتی۔ سمیر کے کندھوں پر چڑھ جاتی اور کبھی اسے تماشے کر کے خوش کرتی۔ اسی طرح کچھ دن گزر جاتے ہیں۔ دونوں دوست ایک دوسری کی صحبت میں خوش ہیں سمیر کے سہمے ہوئے چہرے پہ رونق آرہی ہے۔ مگر آج گلہری کچھ سوچ رہی ہے۔ شاید وہ سوچ رہی ہے کہ انسان اور جانور کا ساتھ کب تک لبھے گا۔ شاید وہ سوچ رہی ہے کہ اس انسان کو انسانوں کی بستی تک جانا بھی ہو گا۔ اور وہاں پہنچانے کا فرض بھی شاید اسے ہی ادا کرنا ہو، وہ یکدم اٹھتی ہے۔ شاید اس نے کوئی ارادہ کر لیا ہے، اور سمیر کے آگے آگے چلنے لگ جاتی ہے۔ سمیر حیران ہے کہ آج یہ مجھے کہاں لے جا رہی ہے۔ میلوں کا سفر کئی گھنٹوں میں طے ہوتا ہے۔ سمیر دیکھتا ہے کہ جنگل کی تاریکی ختم ہو رہی ہے درختوں سے چھن چھن کے تیز روشنی آرہی ہے۔ آگے تو ایک گاؤں نظر آرہا ہے۔ وہ پھر انسانوں کی دنیا کی طرف لوٹ رہا ہے۔ وقت رخصت آن پہنچا۔ گلہری رک جاتی ہے۔ اور ٹکٹکی باندھے سمیر کے چہرے کو دیکھے چلے جاتی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہے۔ایک ساتھی جس سے محبت کا رشتہ استوار ہوا تھا' رخصت ہو رہا ہے۔ایک دوست جا رہا ہے۔ گلہری کی اداس ننھی ننھی آنکھیں سمیر کے چہرے پہ گڑی ہوئی ہیں۔ کتنی محبت ہے ان آنکھوں میں! کتنی حسرت ہے ان جلتے بجھتے دیپوں میں! کتنی اپنائیت ہے ان محبت سے پھوٹنے والے چشموں میں! گلہری کے لب ہلتے ہیں۔ شاید وہ الوداع کہہ رہی ہے' اس کی آنکھوں سے ایک آنسو ٹپک پڑتا ہے۔ محبت کا موتی۔ پیار کا پانی۔ ایک نایاب تحفہ۔ ایک قابل رشک جذبہ۔...... انسانوں کی محرومی۔ جانوروں کی خوش بختی!

(یہ کوئی افسانہ یا فرضی کہانی نہیں بلکہ مبنی بر حقیقت واقعہ۔اور اسی لئے الفضل میں چھپ سکا)

بقیہ : ص ۴

نشان دہی کر رہے ہیں۔تو دیکھ کہ اس طریق کے علاوہ بھی کوئی طریق ایسا ہے جس پر چل کر کروڑوں ولی' قطب اور انبیاء پیدا ہوئے ہوں۔ اگر ہے تو پھر اس شارٹ کٹ سے اور بندگان خدا کو بھی آگاہی دے۔

خیالِ خاطرِ احباب چاہئے ہر دم
انیس ٹھیس نہ لگ جائے آب گینوں کو

بقیہ : ص ۳

یہ مانگی چاہئے کہ اے خدا! اپنا حسین چہرہ دکھا۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چونکہ عارف باللہ تھے انہوں نے یہ دعا نہیں کی کہ اے خدا! میرے دل کو محبت سے بھر دے انہوں نے یہ دعا کی کہ اے خدا مجھے اپنا چہرہ دکھا دے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ چہرہ دیکھا اور میں بے اختیار ہوا (-)

حسینوں کے اس جذبہ اور اس قوت کی دلیل نہیں مانگی جایا کرتی جو انسان کو خود بخود مغلوب کر دیا کرتا ہے۔ حسن کو دیکھئے پھر آپ کا اختیار نہیں رہے گا۔ پھر آپ اس کے پیچھے چلیں گے اور یہ انسانی فطرت ہے۔ایسی گہری کشش خدا تعالیٰ نے انسانی فطرت میں حسن کے ساتھ رکھ دی ہے کہ پھر بندہ بے اختیار ہو جاتا ہے۔تو میں آپ کو یہ راز سمجھاتا ہوں کہ آپ خدا تعالیٰ سے محبت ان معنوں میں مانگیں کہ اے خدا! ہمیں اپنا حسن دکھا' یا اپنے حسن کے جلوے دکھا' ہمیں بے اختیار کر دے' ہم ایسا تجھے دیکھیں کہ پاگل ہو جائیں " ہمیں دنیا و مافیہا کی ہوش نہ رہے۔ ہم تجھے چاہیں اور تیرے مقابل پر پھر کسی اور کو نہ چاہ سکیں۔

یہ دعا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ آپ کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنی شروع کر دیگا اور جب تک آپ کے اندر پاک تبدیلیاں پیدا نہ ہوں باہر کی دنیا میں پاک تبدیلی نہیں پیدا کی جا سکتی! نہیں پیدا کی جا سکتی!! نہیں پیدا کی جا سکتی!!! یہ ایک ایسا قطعی اصول ہے جس کو دنیا میں کوئی طاقت بدل نہیں سکتی۔ آپ اپنے اندر روشنیاں پیدا کریں۔ اپنی تاریکیوں کو روشنی میں تبدیل کر دیں اور ایسے جلووں سے بھر دیں کہ وہ آپ کے باہر دکھائی دینے لگیں اور راز خود آپ کے دل کا نور باہر جلوہ گر ہو۔ چنانچہ (کلام الٰہی) اس مضمون کو اسی رنگ میں بیان فرماتا ہے (-) وہ ان کا نور جو صرف ان کی ذات تک محدود نہیں رہا کرتا (-) ان کے آگے آگے بھاگتا ہے اور دنیا کو بھی روشن کرتا چلا جاتا ہے۔ماؤں کو اس لئے ضرورت ہے کہ ماؤں کے قبضے میں بچے ہوتے ہیں۔ آپ اگر بچپن میں خدا کی محبت ان کے دلوں میں پیدا کر سکیں تو سب سے بڑا احسان اپنی اولاد پر آپ کر سکتی ہیں اور خدا کی محبت پیدا کرنے کے لئے آپ کو خدا کی باتیں کرنی ہوں گی۔ خدا کی باتیں کرتے وقت اگر آپ کے دل پر اثر نہ ہوا۔ اگر آپ کی آنکھوں سے آنسو نہ بہے' اگر آپ کا دل موم نہ ہوا تو یہ خیال کرنا کہ بچے اس سے متاثر ہو جائیں گے' یہ جھوٹی کہانی ہے اس میں کچھ بھی حقیقت نہیں۔ ایسی ماؤں کے بچے خدا سے محبت کیا کرتے ہیں کہ جب وہ خدا کا ذکر کرتی ہیں تو ان کے دل پگھل کر آنسو بن کر بہنے لگتے ہیں۔ ان کے چہروں کے آثار بدل جاتے ہیں۔ بچے یہ حیرت سے دیکھتے ہیں کہ اس ماں کو کیا ہو گیا ہے' کس بات کی اداسی ہے' کس جذبے نے اس پر قبضہ کر لیا ہے یہ وہ تاثر ہے جو بچے کے اندر ایک پاک اور عظیم تبدیلی پیدا کر دیا کرتا ہے۔ یہ انقلاب کی روح ہے اور انقلاب کی جان ہے۔ ایسی مائیں بننے کے لئے جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے خدا سے مدد مانگتے ہوئے اس کے حسن کی تلاش کرنی ہوگی۔ یہاں تک کہ وہ حسن آپ پر جلوہ افروز ہو اور آپ کے دلوں میں ایسی محبت بھر دے کہ آپ کا وجود پگھل جائے اور پگھلنے کے بعد ایک نئے وجود میں ڈھالا جائے۔

پس آج کے خطاب کے لئے میں نے صرف یہی مضمون چنا تھا۔ میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ ہزار باتوں کی ایک بات یہ ہے' اس کو آپ مضبوطی سے تھام لیں۔ خدا سے محبت کرنے کے تو بے شمار طریق ہیں مختلف خطبات میں ان کا ذکر بھی کرتا رہتا ہوں۔ آج صرف اس حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں کہ آج اگر آپ مائیں بن چکی ہیں تو آپ کو بھی آج خدا تعالیٰ نے یہ استطاعت بخشی ہے کہ اپنے گرد و پیش' اپنے ماحول میں خدا کی محبت کے رنگ بھرنے کی کوشش کریں۔

اگر آپ مائیں نہیں بنیں تو آج وہ پاک تبدیلیاں پیدا کریں تاکہ جب آپ مائیں بنیں تو اس سے پہلے ہی خدا سے محبت کرنے والی وجود بن چکی ہوں۔ وہ چھوٹی بچیاں اور وہ چھوٹے بچے جو آپ کی گودوں میں پلتے ہیں' آپ کے ہاتھوں میں کھیلتے ہیں آپ کے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں یا آپ کے ہاتھوں سے دودھ پی کر جوان ہوتے ہیں اسی زمانہ میں ابتدائی دور میں ان کو خدا کے پیار کی لوریاں دیں۔ خدا کی محبت کی ان سے باتیں کریں پھر بعد کی ساری منازل آسان ہو جائیں گی۔ اور اصل یہ ہے جو میں نے آخر پر بیان کیا ہے۔ بعد کے زمانوں میں ماؤں کا یہ کوشش کرنا کہ بچے خدا کی محبت میں مبتلا ہو جائیں جب کہ ابتدائی دور میں وہ اس کام سے غافل رہیں بہت مشکل کام ہے' اتنا مشکل کام ہے کہ بعض دفعہ مائیں غم سے ہلاک ہونے لگتی ہیں مگر کچھ نہیں کر سکتیں۔ تو اس وقت کام شروع کریں جب آسانی ہے اور یہ کام اس وقت شروع ہوتا ہے جب بچہ آپ کی گود میں اترتا ہے اور اس وقت سے آگے پھر مسلسل یہ کام اس وقت تک جاری رہتا ہے جب تک بچہ اپنے شعور کو پہنچ کر آزاد حیثیت اختیار نہیں کر لیتا۔ اس دور میں آپ اس کے اندر عظیم الشان تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہیں۔ اور جب میں یہ کہتا ہوں کہ تبدیلیاں پیدا کر سکتی ہیں تو پھر اسی بات کو دہرا کر اس پر اپنے خطاب کو ختم کرتا ہوں کہ جو جو تبدیلیاں آپ کو پیدا کرنی ہوں گی پہلے اپنی ذات میں کرنی ہوں گی۔ آپ کے تبدیل ہوئے بغیر آپ کی اولاد تبدیل نہیں ہو سکتی' جب تک آپ کی ذات خدا کے نور سے نہ بھر جائے آپ کی اولاد کے سینے خدا کے نور سے نہیں بھر سکتے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ دیکھیں آپ ایک نئی صدی کے سر پر کھڑی ہیں (-) آپ نے آئندہ زمانوں میں تربیت اولاد کی ضرورتیں پوری کرنی ہیں۔ یہی وہ طریق ہے جس سے آپ آئندہ زمانوں میں اولاد کی بہترین تربیت کر سکتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپکو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(حوا کی بیٹیاں اور جنت نظیر معاشرہ)

امتحان سوم برائے

انصار اللہ

○ مرکزی امتحان سوم ۹۳ء برائے انصار اللہ کے پرچے تمام مجالس کو بھجوائے جا چکے ہیں۔ اگر کسی مجلس میں موصول نہ ہوئے ہوں تو دفتر کو اطلاع دی جائے۔ زعماء کرام نوٹ فرما دیں کہ حل شدہ پرچے ۳۰ ستمبر ۹۳ء سے قبل مرکز میں ضرور پہنچا دیئے جائیں۔

(قائد تعلیم۔ مجلس انصار اللہ پاکستان۔ ربوہ)

اطلاعات و اعلانات

تبدیلی نام

○ خاکسار نے اپنے بیٹے عزیزم عبد المنعم کا نام تبدیل کر کے صبیح احمد رکھ لیا ہے آئندہ اسے اسی نام سے لکھا اور پکارا جائے۔

حفیظ اللہ
۵/۱۵ دار الرحمت غربی۔ ربوہ

○ میں نے اپنے بیٹے مبشر احمد کا نام تبدیل کر کے تنویر احمد مبشر رکھ لیا ہے۔ آئندہ اسے اسی نام سے پکارا اور لکھا جائے۔

مبارک احمد مکان نمبر ۱۸/ ۱۵ دار الرحمت وسطی ربوہ

تحریک وقف نو کی برکت

مکرمہ و محترمہ یاسمین تبسم صاحبہ لاہور سے تحریر فرماتی ہیں۔

"جب اطہر احمد تقریباً پانچ ماہ کا تھا۔ (یہ بچہ وقف نو میں شامل ہے) اور ہم لاہور سے باہر ایک شادی میں شرکت کے لئے جا رہے تھے۔ تو راستے میں اطہر احمد کی طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی۔ یہاں تک کہ ہم اس کی زندگی سے مایوس ہو گئے۔

اطہر احمد کی دادی جان پورا وقت درد دل سے دعا کرتی رہیں۔ خاکسارہ بھی یہ دعا کرتی رہی کہ یا اللہ میں نے تو تیرے دین کی خدمت کے لئے بیٹا مانگا تھا۔ جو تو نے عطا کیا اب تو ہی اسے زندگی عطا فرما۔

دعاؤں کے ساتھ ساتھ بچے کی صحت یابی کے لئے اس کے چچا ڈاکٹر سہیل مقصود صاحب نے کچھ احتیاطی تدابیر اختیار کیں مگر بے سود۔ پھر ہم نے اپنے سے پچھلی گاڑی سے بچے کے پھوپھا ڈاکٹر نعیم قریشی صاحب کو بلایا۔ انہوں نے انجکشن لگایا۔ تھوڑی دیر بعد بچے کی طبیعت سنبھل گئی۔

ظاہری تدابیر بھی اختیار کی گئی تھیں مگر ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دعاؤں کی وجہ سے ہی اپنا فضل فرمایا"۔

○ مکرم و محترم عاشق حسین صاحب تھال ضلع گجرات سے تحریر فرماتے ہیں۔

"شادی کو دس سال ہو گئے تھے اور کوئی اولاد نہیں تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں خط لکھا کہ آپ ہمارے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بیٹا عطا فرمائے۔ تو ہم اسے وقف کریں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسی سال بیٹا عطا فرما دیا۔ اور ہم نے اسے وقف نو میں شامل کر دیا ہے"۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ: ۲۲۔ ستمبر۔ گرمی کا سلسلہ ابھی جاری ہے۔ ربوہ کا درجہ حرارت ۳۴ درجے سنٹی گریڈ

○ پنجاب کابینہ نے بالا خر زرعی ٹیکس کو قبول کرلیا ہے۔ چار ہزار تک کے پیداواری یونٹوں پر کوئی انکم ٹیکس وصول نہیں کیا جائے گا اس سے زیادہ پر دو روپے فی یونٹ کے حساب سے ٹیکس عائد کیا جائے گا۔

○ حکومت نے پیلی ٹیکسیوں سمیت پک اپ گاڑیوں بسوں اور ٹرکوں کی درآمد پر بھاری ڈیوٹیاں لگادی گئیں۔ ۱۸۰۰ سی سی تک کی پیلی گاڑیوں پر ۱۱۲٫۵ فیصد اور اس سے بڑی گاڑیوں پر ۲۲۵ فیصد درآمدی ڈیوٹی لگادی گئی ہے۔

○ قومی اسمبلی کے کامیاب امیدواروں کو ۱۳۔ اکتوبر تک اپنے اثاثوں کا اعلان کرنا ہوگا۔ صوبائی اسمبلی کے کامیاب امیدوار اپنے اثاثوں کا اعلان ۱۶۔ اکتوبر تک کریں گے۔ غلط بیانی سے کام لینے والے امیدواروں کو نااہلی قید اور جرمانہ کی سزائیں بھگتنا ہوں گی۔

○ نادہندگان کو انتخابات میں حصہ لینے کے نااہل قرار دینے کے صدارتی آرڈیننس کو سپریم کورٹ میں چیلنج کردیا گیا۔ پٹیشن میں جو لیاقت جتوئی اور اعجاز جتوئی کی طرف سے دائر کی گئی ہے کہا گیا ہے کہ اس آرڈیننس سے قرآنی احکامات' بنیادی حقوق اور آئین کے آرٹیکل ۱۲ کی خلاف ورزی ہوئی ہے۔ قرضوں کی واپسی قرض خواہوں اور مقروضوں کا باہمی معاملہ ہے۔ نگرانوں کو اپنا کام محدود رکھنا چاہئے۔

○ جسٹس عبدالحمید ٹوانہ کے ۲۹۔ اگست کے فیصلے کے خلاف اپیل دائر کردی گئی ہے۔ اس کے تحت نواز شریف کے خلاف نااہلی کا ریفرنس وزیر اعظم کو بھیجا گیا تھا۔ اس اپیل کی سماعت کرنے والے ایک فاضل جج نے سماعت کرنے سے انکار کردیا۔ اب اس کے لئے نیا بنچ قائم ہوگا۔ اپیل میں یہ موقف اختیار کیا گیا ہے کہ سنگل بنچ کو سفارشات حکومت کو بھیجنے کا اختیار نہیں ہے۔

○ نواز شریف اور بینظیر کی مخلوط حکومت کی تجویز پر قائم مقام صدر نے کوئی تبصرہ کرنے سے انکار کردیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ میں انتخابی نتائج پر پیشگوئی نہیں کرسکتا۔

○ نگران وزیر اعظم نے مہاجر لیڈر الطاف حسین سے تعاون کی اپیل کردی ہے۔ مسٹر معین قریشی نے ٹیلی فون پر لندن میں الطاف حسین سے رابطہ کیا اور سندھ کے حالات اور انتخابات کی صورت حال پر تبادلہ خیال کیا اور یقین دلایا کہ کسی سیاسی جماعت سے کوئی زیادتی نہیں کی جائے گی۔ الطاف حسین نے کہا کہ ہمارے کارکنوں کو انتخابی مہم چلانے سے جبراً روکا جارہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔

○ معلوم ہوا ہے کہ ایم کیو ایم نے مہاجر کا نعرہ ترک کردیا ہے۔ اب پرچموں پر جئے الطاف لکھا جائے گا۔ مہاجر شناخت کے خاتمہ سے ناخوش افراد ایک سابق آرمی چیف کی قیادت میں نئی پارٹی بنانے کا منصوبہ رکھتے ہیں۔

○ حکومت نے سرکاری ملازمین کی تعداد کم کرنے کے منصوبے کی منظوری دے دی ہے۔ کئی افسروں سے مراعات سمیت رضاکارانہ ریٹائرمنٹ کے لئے کہا جارہا ہے۔ کاٹن اور رائس کارپوریشن کے ۵۰ فیصد افسروں اور ۳۰ فیصد عملے نے رضاکارانہ ریٹائرمنٹ پر آمادگی ظاہر کی ہے۔ ٹریڈنگ کارپوریشن کو ختم کیا جارہا ہے۔ محکمہ اطلاعات میں ۳۰ فیصد عملہ کم کیا جارہا ہے۔

○ موگادیشو میں پاکستانی دستے پر جنرل عدید کے حامیوں نے حملہ کرکے ۲۔ کو ہلاک اور ۷ کو شدید زخمی کردیا۔ لڑائی میں ۴۴ صومالی ہلاک اور ۳۵ زخمی ہوگئے۔ عدید کا قریبی مشیر عثمان علی گرفتار کرلیا گیا۔

○ روس کے صدر مسٹر بورس یلسن نے پارلیمنٹ توڑ دی ہے اور دسمبر میں نئے انتخابات کرانے کا اعلان کیا ہے۔ اور تمام ملکی نظام صدارتی فرمان کے ذریعے چلانے کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے بعد پارلیمنٹ نے ہنگامی اجلاس طلب کیا اور مسٹر یلسن کو صدر کے عہدے سے ہٹانے کا اعلان کرکے مسٹر یلسن کے ایک بڑے حریف مسٹر رسکوئی کو قائم مقام صدر مقرر کردیا۔ امریکہ برطانیہ اور فرانس نے روس کی اس کشمکش میں صدر یلسن کا ساتھ دینے کا اعلان کیا ہے کیونکہ پارلیمنٹ میں کمیونسٹوں کی اکثریت ہے۔

○ مسئلہ کشمیر کی طرف جنرل اسمبلی کو متوجہ کرنے کے لئے اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل مسٹر بطروس غالی نے ایک رپورٹ جاری کی ہے۔ جس میں تنازعہ کے حل کے لئے فریقین کو مدد کی پیشکش کی گئی ہے۔

○ میاں نواز شریف نے کہا ہے کہ قاضی حسین احمد نے کردار کشی بند نہ کی تو میں حقائق پیش کردوں گا۔ انہوں نے کہا کہ مجھے جماعت اسلامی سے کوئی گلہ نہیں مگر قاضی کا رویہ قابل اعتراض ہے۔ انہوں نے کہا کہ بینظیر کا اصل روپ ظاہر ہوگیا ہے وہ سندھ کارڈ کے ساتھ میدان میں آگئی ہیں۔ پیپلز پارٹی کی حکومت نے سندھیوں کا خون چوسا۔ روٹی کپڑا مکان خود ہضم کرکے عوام پر ڈاکو چھوڑ دیئے میں نے سندھ کے ہاریوں کو زمینیں تقسیم کیں اب پورے ملک کے غریبوں کو سرکاری زمینیں تقسیم کرنے کا عزم رکھتا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان توڑنے والے برسراقتدار آگئے تو ملک کا "گھ" نہیں چھوڑیں گے۔ انہوں نے الزام لگایا کہ بینظیر صوبائی منافرت پھیلا رہی ہیں۔ وہ سندھیوں کو اکساتی ہیں کہ پنجابی کو ووٹ نہ دو۔

○ مسٹر نواز شریف نے کہا ہے کہ اگر افغان جنگ میں میں نے قاضی حسین احمد کا کردار عوام کو بتا دیا تو وہ پاکستان میں نظر بھی نہیں آئیں گے۔

○ محترمہ بینظیر نے کہا ہے کہ نواز شریف کی بداعمالیوں نے عوام کو مہنگائی کی چکی میں پیس کر رکھ دیا ہے۔ انہوں نے قومی خزانہ دونوں ہاتھوں سے لوٹا۔ آج وہ قاضی حسین احمد جیسی شخصیت کے خلاف گندی زبان استعمال کررہے ہیں اور علماء کی پگڑیاں اچھار ہے ہیں۔ ایسی زبان کھینچ لی جائے گی۔ نواز شریف کو چاہئے کہ وہ اپنے گریبان میں جھانکیں کہ علماء اور عوام نے کیوں ان کا ساتھ چھوڑ دیا۔ انہوں نے کہا کہ میں ایسی سیاست پر لعنت بھیجتی ہوں جس کا نام لیکر غریبوں پر عرصہ حیات تنگ کردیا جائے۔ انہوں نے سوال کیا کہ کیا نواز شریف اس ضیاء کے مشن کو پورا کریں گے جس نے مسجد نبوی میں ۹۰ روز میں انتخابات کا وعدہ کرکے ۱۰ سال بعد کرائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نقلی شیروں کا وہ حشر کریں گے کہ اصلی شیر بھی کانپ اٹھیں۔ انہوں نے کہا کہ بھٹو کی روح آج بھی ہمارے ساتھ ہے۔

○ نگران حکومت نادہندگان سے قرضے وصول کرنے میں بری طرح ناکام رہی ہے۔ ہر قسم کی کوششوں اور سختیوں کے باوجود نادہندگان کے ذمہ ۸۲۔ ارب ۶ کروڑ روپوں میں سے صرف ۲۸ کروڑ روپے واپس لئے جا سکے ہیں جو کل رقم کا صرف ۰٫۳۵ فیصد ہے اس میں سے نصف رقم انتخابات میں حصہ لینے والے سیاست دانوں نے ادا کی ہے۔

○ بیگم آصف نواز نے اپنے شوہر کے مبینہ قتل کی تحقیقات کے سلسلے میں ٹاپ سیکرٹ بیان ریکارڈ کرادیا ہے انہوں نے ڈی آئی جی اور ایس ایس پی راولپنڈی سے ایک گھنٹہ تک علیحدگی میں ملاقات کی۔

○ پشاور ہائی کورٹ نے منشیات فروشوں کی امریکی فہرست پیش کرنے کا حکم دے دیا ہے۔

○ بیگم نصرت بھٹو نے کہا ہے کہ ملک کی آئندہ وزیر اعظم بینظیر اور سندھ کا وزیر اعلیٰ مرتضیٰ بھٹو ہوگا۔

گل گھوٹو، منہ کھر اور سرکن کے علاوہ
حیوانات کی دیگر امراض مثلاً بندش، اپھارہ، سوزش پستان، ٹک، جلد کی خرابی، رحم نکالنا، جیر، چیچک، واہ، زہر باد، جانوروں کا بخار اور تھنوں میں نارہ گلٹی پیدا ہو جانا وغیرہ کے لئے **کیوریٹو ادویات حیوانات** دستیاب ہیں۔ لٹریچر مفت (بذریعہ ڈاک 1 روپیہ کا ٹکٹ بھیج کر طلب کریں)
وٹرنری ڈاکٹرز فری سیمپلز اور لٹریچر براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ
فون: کلینک ۶۰۶، ہیڈ آفس ۷۷۱ ربوہ
ڈسٹری بیوشن ۲۱۱۲۸۳

پتہ

اکسیر موٹاپا ۳۰/-
ہمدرد نسواں (حبوب اٹھرا) ۱۵/-
دوائی فضل الٰہی برائے اولاد نرینہ ۱۵۰/-
زدجام عشق ۱۲۰/- ۴۸۰/-
اکسیر لیکوریا (کیپسول) ۳۰/-
کلین اپ چہرہ کے غیر ضروری بالوں کیلئے ۱۵/-
سفوف اکسیر شوگر ۳۰/-
جدید دواخانہ خدمت خلق گولبازار - ربوہ